مجالسِ درود شریف



مرتبہ: محمد اقبال، مدینہ منورہ

بسم الله الرحمن الرحیم

مَجالسِ دُرودشریف

مرتبہ

حَضرت اقدس صوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب وکمپوزنگ
حضرت جناب **آفتاب احمد** (مدینہ منورہ)

ترتیب وکمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

١٥ صفر المظفر ١٤٤٤

نوٹ: یہ کتاب قارین کے لیے کتابی صورت میں دستیاب ہے
مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
جامع مسجد مدنی– خانقاہ مدنیہ اقبالیہ جلیلیہ
سی 307، بلاک 1 ، گلستان جوہر ، کراچی۔۔۔موبایل 0030 9225533 0321 9225533

مجالسِ درود شریف

ایک اہم رسالہ ہے جس میں امت کی اشد ضرورت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اس .... پر خود بھی عمل کریں اور دوسرے احباب کو بھی متوجہ فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ اس کتاب کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔ خود بھی شائع کر سکتے ہیں اور ہم سے بھی لاگت قیمت پر حاصل کر کے تقسیم فرمانا چاہیں تو ہم اس خدمت کے لئے حاضر ہیں۔

مکتبہ خانقاہ اقبالیہ

کوچہ سید احمد شہیدؒ، کوہستان کالونی، جی ٹی روڈ
ٹیکسلا

مطبوعہ۔
پین گرافکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اسلام آباد۔

مجالسِ درود شریف

مُرتّبہ

محمد اقبال مہاجر مدنی

تقدیم

از حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب المظاہری
مفتی واستاذ الحدیث دامت برکاتہم، مدینہ منورہ

تلمیذ رشید

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا الکاندھلوی المدنی قدس سرہ

تقدیم

از حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب المظاہری مفتی و استاذ الحدیث
تلمیذ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی المدنی قدس سرہٗ

مدینہ منورہ سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَفَعَ ذِکْرَ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعَالَمِیْنَ، وَجَعَلَ مَنْ اَکْثَرَ الصَّلَاۃَ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، لَدَیْہِ مِنَ الْاَقْرَبِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ ھُوَ فَرْقٌ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَمَحَبَّتُہٗ وَاَمَارَاتُ مَحَبَّتِہٖ مَعَ الْاِتِّبَاعِ عَلَامَاتُ الْکَمَالِ، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْد

اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب، ہمارے شفیع و ملجا و ماوٰی حضرت محمد المصطفٰی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو "فرق بین الناس" بنایا

ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کتاب الاعتصام کی ایک حدیث میں وارد ہے یعنی آپ کی ذاتِ اقدس محق اور مبطل کے درمیان فارق ہے۔ اہلِ علم فرق (مصدر) اور فارق (اسم فاعل) کے درمیان فرق کو خوب سمجھتے ہیں۔

اللہ جلّ شانہٗ اس "فرق" کے دونوں جانبوں کے لئے اپنے بندوں کو اور ساری ہی مخلوق اس کے بندے ہیں استعمال فرماتے رہتے ہیں۔ کسی کو اپنے فضل سے جانب حق کے لئے اور کسی کو اپنے عدل سے دوسری جانب کے لئے، اللہ جلّ شانہٗ محض اپنے فضل سے ہم سب کو ان اسباب کو اختیار کرنے کی توفیق بخشے جن پر "جانب حق" مرتب ہو، اور دوسری جانب سے محفوظ فرمائے۔

حضرت صوفی محمد اقبال صاحب زادمجدہم کو بھی اللہ جلّ شانہٗ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس "جانب حق" کے اظہار کے لئے خوب استعمال فرمایا ہے۔ صوفی صاحب چند سالوں سے اس "اتمام خیر" کے مہینہ میں کوئی نہ کوئی رسالہ لکھتے رہتے ہیں۔ جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بڑھے اور اتباعِ سنت کی ترغیب ہو۔ اس سال بھی یہ رسالہ انہوں نے "مجالس درود شریف" کے نام سے تالیف کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کا مقدمہ لکھوں۔ یہ رسالہ تو کسی مقدمہ کا محتاج نہیں کہ اس میں احادیثِ مبارکہ ہی ہیں مگر اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اس مجلس میں شرکت ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ ہمارا بھی نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے والوں کی طرف سے دفاع کرنے والوں میں آجائے اور اپنی نجات کا ذریعہ بنے۔

بغیر کسی تمہید کے نام کی مناسبت سے چند امور کی طرف ذہن منتقل ہوا تو ارتجالاً چند نقاط کی توضیح کو مقدمہ کے طور پر لکھ دیا۔

(۱) مجالسِ ذکر سے مراد حقیقۃً تسبیح و تہلیل وغیرہ اذکار کی مجالس ہی ہیں۔ مدارستِ علم وغیرہ کو حقیقۃً "مجالس ذکر" جو احادیث میں وارد ہیں کا مصداق قرار دینا صحیح نہیں۔ اور اس کے دلائل حدیث شریف میں صراحۃً بھی بکثرت موجود ہیں۔ احصار مقصود نہیں صرف اشارۃً ایک حدیث شریف کا تذکرہ کرنا استدلال کے لئے کافی ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالے نے کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ اس میں صراحۃً یُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وغیرہ الفاظ وارد ہیں۔ اور یہی روایت مسلم شریف میں بھی ہے۔ جس میں مجالس الذکر "کا لفظ صراحۃً وارد ہے، اس سے صراحۃً "مجالسِ ذکر" کا مصداق معلوم ہو جاتا ہے۔

لیکن ہر وہ عمل جو غفلت سے نکال کر یادِ الٰہی کا سبب بنے اس کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ذکر اللہ کے حکم میں ہے۔

اور یہی مطلب حضرت عطاء وغیرہ تابعین رحمہم اللہ کے اقوال کا ہے جن میں وارد ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجالس ذکر سے مراد مجالس علم یا مجالس حلال و حرام ہیں۔ چنانچہ سؤال اور سائلین کے پس منظر کو دیکھا جائے تو بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ ان حضرات نے اس طرح

سے کیوں جواب دیا۔

اور اس طرح سے دوسرے امور میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً "عبادت" مخصوص اعمال کا نام ہے۔ مگر بہت سے امور اور اعمال عبادت کے حکم میں ہیں اور ان پر عبادات کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح شرک اور اعمال شرک، کفر اور اعمال کفر، کہ شرک اور چیز ہے اور اعمالِ شرک اور، کفر اور چیز ہے اور اعمالِ کفر اور۔ ارتکابِ شرک سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے مگر ارتکاب عملِ شرک سے مشرک ہونے کا علی الاطلاق حکم لگانا صحیح نہیں ہوگا، حج اور عمرہ مخصوص اعمال کا نام ہے مگر اور بھی اعمال ہیں جن پر حج یا عمرہ کا ثواب ملتا ہے مگر ان کو کوئی حج یا عمرہ نہیں کہتا، نہ ان اعمال کے کرنے سے فریضۂ حج وعمرہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جہاد اصطلاحِ شرعی ہے جو صرف جہاد بآلات القتال کو ہی کہتے ہیں۔ تبلیغ و تعلیم نیز دوسرے بہت سے امور جہاد کے حکم میں ہیں، جہاد نہیں۔

مصطلحاتِ شرعیہ کو ان کے معانی شرعیہ پر ہی مقصور رکھنا چاہیئے علی الاطلاق دوسرے معانی میں ان کا استعمال تحریف شمار ہوگا۔ جس پر بہت سے مفاسد مرتب ہوں گے جو اہلِ علم پر مخفی نہیں۔

بہت سے شراحِ حدیث نے بھی "مجالس ذکر" کی احادیث کا یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا ۔۔۔ مفصل نقول ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے تفصیلی مضمون میں کروں گا ۔۔۔ مختصراً صرف حافظ ابن حجرؒ

شارح بخاری کی ایک عبارت فتح الباری سے نقل کر دیتا ہوں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"وَيُؤْخَذُ مِنْ مَجْمُوْعِ هٰذِهِ الطُّرُقِ، اَلْمُرَادُ بِمَجَالِسِ الذِّكْرِ وَ اِنَّهَا الَّتِيْ تَشْتَمِلُ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ بِاَنْوَاعِ الذِّكْرِ الْوَارِدَةِ مِنْ تَسْبِيْحٍ وَّتَكْبِيْرٍ وَّغَيْرِهِمَا، وَعَلٰى تِلَاوَةِ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى، وَعَلَى الدُّعَاءِ بِخَيْرَيِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَفِيْ دُخُوْلِ قِرَاءَةِ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ، وَمُدَارَسَةِ الْعِلْمِ الشَّرْعِيِّ، وَ مُذَاكَرَتِهٖ، وَالْاِجْتِمَاعِ عَلٰى صَلَاةِ النَّافِلَةِ۔ فِيْ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ نَظْرٌ، وَالْاَشْبَهُ اِخْتِصَاصُ ذٰلِكَ بِمَجَالِسِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَ نَحْوِهِمَا وَالتِّلَاوَةُ حَسْبُ، وَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَةُ الْحَدِيْثِ وَمُدَارَسَةُ الْعِلْمِ، وَالْمُنَاظَرَةُ فِيْهِ مِنْ جُمْلَةِ مَا يَدْخُلُ تَحْتَ مُسَمّٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔"

حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ "سباحۃ الفکر" ص ۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"وَتَاْوِيْلُ الذِّكْرِ بِمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَ اٰلَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعِيْدٌ وَلَا يَجُوْزُ حَمْلُ لَفْظٍ عَلٰى خِلَافِ الْمُتَبَادِرِ اِلَى الذِّهْنِ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ"

نیز محدثین وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے صنیع سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرات "کتاب العلم" کو علیحدہ ذکر کرتے ہیں اور "کتاب الدعوات والاذکار" کو علیحدہ، اور جن حضرات نے مستقل کتب اعمال الیوم واللیلۃ میں یا

مطلقاً اذکار و دعوات میں تالیفات کی ہیں ان میں ابواب علم و مدارستہ العلم کو نہیں ذکر کرتے، تسبیح و تہلیل وغیرہا اذکار کی احادیث ہی کو ذکر کرتے ہیں۔

(۲) ایک یہ اثر بھی بہت زبان زد ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو مسجد میں اجتماعاً مخصوص اعداد کے ساتھ ذکر کرتے دیکھا تو منع فرمایا، بلکہ بدعت کہہ کر ان کو مسجد سے نکال دیا'

اس اثر پر تفصیلی کلام تو میں اپنے رسالہ" جزء اثر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومدی الاحتجاج بہ" میں کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اجمالاً یہ ہے کہ یہ اثر روایۃً، درایۃً قابلِ احتجاج نہیں۔

کیونکہ اگر انکار عدد معین پر ہے تو خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحاح و دیگر کتب احادیثِ مشہورہ میں معلقاً و متصلاً تسبیح و تہلیل عدد معین کے ساتھ پڑھنا اسانیدِ صحیحہ سے وارد ہے ان احادیثِ صحیحہ مرفوعہ سے یہ اثر کیسے معارض ہو سکتا ہے۔

نیز دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے تو تسبیح و تہلیل وغیرہ بعددِ معین کی احادیث بخاری شریف و مسلم شریف نیز دوسری کتب احادیث پاک میں بکثرت وارد ہیں۔

اور اگر انکار جہر پر ہو تو یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جہر بھی بکثرت احادیث صریحہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ نمونہ کے طور پر امام سیوطی رحمہ اللہ کا رسالہ " نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر" اور حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھنوی

کا رسالہ "سباحۃ الفکر" دیکھا جا سکتا ہے۔

اور خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی جہر ثابت ہے جیسا کہ ان کے تلمیذِ خاص حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "الزہد" سے نقل فرماتے ہیں اور ان سے حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی نقل کیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہر پر انکار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اور جب حضرت ابو وائل رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس کی تغلیط کی اور فرمایا کہ ان کی تو کوئی مجلس جہر بالذکر سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ "نتیجۃ الفکر" میں فرماتے ہیں۔

"ثُمَّ رَاَیْتُ مَا یَقْتَضِیْ اِنْکَارَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِ الزُّهْدِ........ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَبْدَ اللہِ کَانَ یَنْهٰی عَنِ الذِّکْرِ، مَا جَالَسْتُ عَبْدَ اللہِ مَجْلِسًا قَطُّ اِلَّا ذَکَرَ اللہَ فِیْهِ"۔

مولانا عبدالحیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتے ہیں "اَیْ بِالْجَهْرِ" اسی رسالہ میں دوسری جگہ پر "حفنی" سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اَیْ جَهْرًا)

(۳) جب ذکراللہ کے لئے مجالس کا ثبوت ہو گیا تو اصولاً درود شریف کے لئے بھی انعقاد مجالس ثابت ہو گیا۔ کیونکہ درود شریف ذکراللہ میں ہی ہے جو اس کا انکار کرے، دلیل صریح لانا اس کے ذمہ ہے۔

درود شریف کا ذکراللہ ہونا بہت سی احادیث کے سیاق سے اور بعض احادیث صریحہ سے، نیز منہج محدثین سے اور کلام علماء سے ثابت ہوتا ہے۔ میں انتہائی اختصار سے علی الترتیب ذکر کرتا ہوں۔

تسبیح و تہلیل کے سیاق میں درود شریف کا ذکر تو بہت سی احادیث میں ہے، علماء سے مخفی نہیں۔ نیز اس رسالہ میں بھی ہے۔

صراحتاً کی ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا، جُلَسَاؤُهُمُ الْمَلَائِكَةُ، إِنْ غَابُوْا فَقَدُوْهُمْ وَإِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ، وَإِنْ رَأَوْهُمْ رَحَّبُوْا بِهِمْ، وَإِنْ طَلَبُوْا حَاجَةً أَعَانُوْهُمْ فَإِذَا جَلَسُوْا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ لَدُنْ أَقْدَامِهِمْ إِلَى عَنَانِ	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مسجد کے (روحانی) ستون ہوتے ہیں، جن کے ہمنشین فرشتے ہوتے ہیں اگر وہ لوگ کہیں چلے جائیں تو فرشتے ان کو تلاش کرتے ہیں، بیمار پڑ جائیں تو عیادت کرتے ہیں، ان کو دیکھیں تو مرحبا مرحبا کہتے ہیں۔ اگر کوئی حاجت طلب کریں تو اس میں ان کی مدد کرتے ہیں، جب وہ بیٹھ جاتے

السَّمَاءِ، بِأَيْدِيهِمْ قَرَاطِيسُ
الْفِضَّةِ وَأَقْلَامٌ مِنْ ذَهَبٍ،
يَكْتُبُونَ الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ
اُذْكُرُوا اللهَ رَحِمَكُمُ اللهُ زِيدُوا
زَادَكُمُ اللهُ، فَإِذَا اسْتَفْتَحُوا
الذِّكْرَ فُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ
السَّمَاءِ وَاسْتُجِيبَ لَهُمُ الدُّعَاءُ
وَاطَّلَعَ عَلَيْهِمُ الْحُورُ الْعِينُ
وَأَقْبَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ
مَا لَمْ يَخُوضُوا فِي حَدِيثِ
غَيْرِهِ، أَوْ يَتَفَرَّقُوا، فَإِذَا
تَفَرَّقُوا قَامَ الزُّوَّارُ
يَلْتَمِسُونَ حِلَقَ الذِّكْرِ
(رَوَاهُ ابْنُ بِشْكُوال)
(الصلاۃ والبشر ص ۵۴،۵۵)

ہیں تو فرشتے ان کے قدموں سے لیکر
آسمان تک گھیر لیتے ہیں ان فرشتوں
کے ہاتھ میں چاندی کے اوراق اور سونے
کے قلم ہوتے ہیں۔ ان کا کام درود شریف
لکھنا ہے وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تم پر
رحم کرے اللہ کا ذکر (درود شریف)
کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مرتبہ بلند کرے
اور زیادہ پڑھو۔ پھر جب درود شریف
شروع کرتے ہیں تو آسمان کے دروازے
کھول دئے جاتے ہیں اور درود شریف
قبول کیا جاتا ہے۔ حوریں جھانک کر
دیکھنا شروع کر دیتی ہیں اور اللہ تعالےٰ
کی رحمت بھی متوجہ ہو جاتی ہے۔ اور
یہ سب اس وقت تک ہوتا رہتا ہے
جب تک کہ یہ لوگ کسی اور کام میں
مشغول نہ ہو جائیں یا چلے نہ جائیں
جب اُٹھ جاتے ہیں تو فرشتے بھی اُٹھ
جاتے ہیں اور ایسی ہی دوسری مجالس
کی تلاش میں نکل جاتے ہیں۔

اس حدیث میں تو صراحتہً درود شریف کو ذکر اللہ فرمایا گیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نیز دیگر بہت سے محدثین نے درود شریف کو کتاب الدعوات میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفاء میں ذکر اللہ میں فرمایا ہے۔

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ "جلاء الافہام" میں فرماتے ہیں۔

پہلے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ پھر اپنا جملہ اس پر اضافہ فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ "مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ"۔

" وَذِکْرُ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبَعٌ لِّذِکْرِہٖ "

مختصراً اور ارتجالاً یہ لکھ دیا۔ اب امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کی ایک عبارت پر اس مقدمہ کو ختم کرتا ہوں۔ امام رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

" فَذِکْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَذِکْرُ مَا جَآءَ بِہٖ وَحَمْدُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اِنْعَامِہٖ عَلَیْنَا وَمِنَّتُہٗ بِاِرْسَالِہٖ ھُوَ حَیَاۃُ الْوُجُوْدِ وَرُوْحُہٗ کَمَا قِیْلَ:۔

رُوْحُ الْمَجَالِسِ ذِکْرُہٗ وَحَدِیْثُہٗ ‏ ‏ ‏ وَھُدًی لِّکُلِّ مُلَدَّدٍ حَیْرَانٖ

وَاِذَا اُخِلَّ بِذِکْرِہٖ فِیْ مَجْلِسٍ ‏ ‏ ‏ فَاُولٰٓئِکَ الْاَمْوَاتُ فِی الْحَیَانٖ

وَھٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْتُّ اِیْرَادَہٗ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا، وَ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ اُمَّتِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَاَنْعَمَ وَاَكْرَمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

وافقر العباد

حبیبُ اللّٰہ المظاہری

شب جمعہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

مدینہ منورہ

نورِ قلب کا ذریعہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر مظہری میں سورۂ احزاب کی آیت پر تحریر فرماتے ہیں کہ "سراج منیر" آپکی صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مومنین کے قلوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ قلب سے منور ہوتے ہیں اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس عالم میں آپ کی صحبت پائی وہ ساری امت سے افضل و اعلیٰ قرار پائے کیونکہ ان کے قلوب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ یہ فیض اور نور حاصل کیا باقی امت کو یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے در واسطہ ہو کر پہنچا پھر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۸ پر مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت تک مومنین کے قلوب آپ کے قلب مبارک سے استفادہ کرتے رہیں گے اور جو جتنی محبت اور تعظیم اور درود شریف کا زیادہ اہتمام کرے گا اس نور کا حصہ زیادہ پائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجالسِ ذکر

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ‌۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح وشام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ میں تھے کہ آیت وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ...... الآیۃ نازل ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش میں نکلے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے

کا حکم ہے۔

حضرت حکیم الامت اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ مطلب نہیں کہ جب تک یہ لوگ نہ اٹھیں آپ بیٹھے رہا کیجئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بدستور سابق ان کو اپنی طویل مجالست سے مشرف رکھیے کہ جس سے افادہ و استفادہ دونوں ہوتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری زندگی میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ پھر فرمایا تم ہی لوگوں کے ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے۔ یعنی مرتے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔

مسجد نبوی شریف میں مجلسِ ذکر اور مجلسِ علم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ مسجدِ نبوی شریف میں ذکر اور تعلیم کے دو حلقے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حلقوں کا خیر پر ہونا فرمایا۔ اور بغرض تعلیم تعلیمی حلقہ میں تشریف فرما ہوئے اور اس کو افضل بھی فرمایا۔ افضلیت سے قطع نظر ذکر کے حلقہ کا بھی خیر ہونا اس حدیث سے اور اس کے ساتھ بیٹھنا حضرت عبدالرحمٰن والی مذکورہ حدیث سے ظاہر ہے۔

الحمدللہ ہمارے حضرات جو اتباعِ سنت کے حریص ہیں، ان کی مجالس

ذکر میں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ اوقات ہیں۔ کیونکہ مجلسِ علم کی افضلیت اس وقت ہے جب کہ وہ اخلاص سے ہو اور اخلاص کا حصول صحبت صالحین اور ذکر ہی سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مجلس میں علم و ذکر دونوں کا اہتمام ہونا چاہیئے۔

مجالسِ ذکر میں شرکت کیلئے فرشتوں کا بلانا

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنیوالی جماعت ملتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ذکر کرنیوالوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کیلئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

مجالسِ ذکر جنت کے باغ ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو"۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنّت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا "ذکر کے حلقے"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ذکر کی مجلسوں کی غنیمت (فائدہ) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ذکر کی مجلسوں کی غنیمت جنت ہے۔ (مؤطا امام احمد)

مجلسِ ذکر میں ذاکرین کی برکت

پاس بیٹھنے والا غیر ذاکر بھی بخشدیا گیا

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والی جماعت ملتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنیوالوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں، پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح و تکبیر و تحمید بیان کرنے میں مشغول تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت

چاہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالےٰ ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنّا اور اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر جناب باری عزّ اسمہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔ یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا۔ (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)

اللہ کی محبت میں جمع ہونا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری

وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیں گے۔ کہاں ہیں میرے وہ بندے جو میری عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں الفت ومحبت رکھتے تھے۔ آج جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں میں اپنے ان بندوں کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔

فائدہ :۔ اللہ کی محبت میں جمع ہونے اور اللہ کے لئے آپس میں الفت ومحبت رکھنے میں مجلس ذکر والے ذاکرین بطریقِ اولیٰ شامل ہیں جیسے کہ مندرجہ ذیل روایت میں مذکور ہے۔

مجالسِ ذکر والے نور کے منبروں پر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوا ہوگا۔ وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے۔ وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ان کا حال بیان فرما دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے، مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے ہوں۔

مجالسِ ذکر کے چند اور فضائل

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ جلّ شانہٗ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتے ہیں۔

ابو رزین ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے وہ اللہ کا ذکر کرنیوالوں کی مجلسیں ہیں، ان کو مضبوط پکڑ۔ اور جب تو تنہا ہوا کرے تو جتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ افضل ترین رباط نماز ہے اور ذکر کی مجالس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ حصہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہوا ور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو وہ مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اُٹھے ہوں۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کے لئے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے ستارے۔

ذکرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر اللہ میں داخل ہے

یہ بات ملحوظ رہے کہ ان مجالس ذکر اللہ میں جو تلاوت، درود شریف، ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے، یہ سب ذکر اللہ میں شامل ہے۔ تلاوت کا ذکر اللہ میں ہونا تو ظاہر ہے۔ درود شریف میں اللہ تعالےٰ سے سوال ہوتا ہے کہ وہ اپنی خاص رحمتیں اور نوازشیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے۔ اس لئے یہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ جلاء الافہام باب رابع میں درود و سلام کے فوائد و فضائل میں ذکر اللہ کے فضائل ذکر فرمائے ہیں۔ اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔

وَذِکْرُ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
وَسَلَّمَ تَبَعٌ لِذِکْرِہٖ۔	ذکر اللہ تعالےٰ کے ذکر کے تابع ہے

اسی طرح مجلس درود شریف کے باقی معمولات بھی مجلسِ ذکر کی فضیلت میں داخل ہیں۔

مجالسِ ذکر کی اقسام اور نوعیت

گذشتہ اوراق میں مجلس ذکر کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں وہ ہر قسم کی مجلسِ ذکر کو شامل ہیں۔ خواہ وہ ذکرِ جہری کی مجلس ہو خواہ ذکرِ خفی کی خواہ رابطۂ ذکر یعنی حلقۂ توجہ شیخ ہو خواہ تلاوتِ قرآن، درود شریف وغیرہ اوراد کی ہو بلکہ جو چیزیں ثواب کے لحاظ سے مجازاً ذکر اللہ میں شامل ہیں، ان میں

اجتماعی شرکت سے بھی ان شاء اللہ برکاتِ مجلس حاصل ہو جائیں گی کیونکہ یہ تو اللہ کی یاد ہے خواہ وعظ و تذکیر ہو یا تسبیح و تحمید ہو۔ یا معروف ذکر ہو اللہ کی نسبت سے قلوب کے ایک جگہ اکٹھا ہونے اور ایک طرف مجتمع ہونے کی برکات ہیں۔

مشروعیت و مطلوبیت مجالسِ ذکر الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم (جو مجمع میں سنانے کے لئے تالیف فرمائی اس) کی وجہ تالیف میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آجکل فتن ظاہری جیسے طاعون و زلزلہ و گرانی و تشویشاتِ مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرتِ فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر و مشوش رہتے ہیں۔ ایسے آفات کے اوقات میں علماءِ امت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تالیفِ روایات و نظم مدائح و معجزات اور تکثیر سلام و صلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصنِ حصین کی تالیف اور قصیدہ بردہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے۔ میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہوں گے۔ جا بجا اس میں درود شریف بھی لکھا ہوگا۔ پڑھنے سننے والے بھی اس کی کثرت کریں گے۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے نجات دیں

(چنانچہ قصبہ تھانہ بھون طاعون وغیرہ سے محفوظ رہا) چنانچہ اسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف پر ترجیح دیتا ہے اور اس کو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لئے زیادہ نافع سمجھتا ہے۔ اور اس کے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا، ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔ اور نیز رسالہ ہٰذا میں جو ذکر حالات ہو کر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت میں معیت اور شفاعت کی امید یں اعظم مقاصد سے ہیں" اھ

اور نشر الطیب فصل ۳۹ میں آیت شریفہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور روایاتِ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

حق تعالیٰ کے ارشاد سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے، صحابہ و تابعین رحمہم اللہ کے عمل سے اس ذکر شریف (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، خصائص اور شمائل سننا سنانا اور اس کے لئے بلانا اور اس کی کثرت و تکرار) کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا۔ (نشر الطیب ص۳۹)

اور حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ "المہند" میں فرماتے ہیں:۔

"وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہو ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادتِ شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو"

اس لئے اکابر علماء وصلحاء کا شب وروز یہی مشغلہ رہا اگرچہ صورت مختلف رہی۔ چنانچہ ذکر اللہ اور درود شریف کی حیرت انگیز غیر معمولی کثرت تو سارے ہی اکابر میں رہی۔ خواص کا لاکھوں کا اور عوام کا ہزاروں کی تعداد میں معمول رہا۔ مگر گذشتہ نصف صدی سے مادیت کے غلبہ اور اوقات میں بے برکتی اور ہمتوں کی کمزوری کی وجہ سے انفرادی طور پر ذکر میں سستی اور کمی ہونا شروع ہوئی۔ تو عام طور پر اجتماعی ذکر کو اختیار کیا گیا۔ مجلس کے فوائد میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "التکشف" میں تحریر فرماتے ہیں :۔

ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں مجتمع ہوا کوئی مجمع کسی گھر میں اللہ کے گھروں میں سے کہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں اور باہم اس کو پڑھتے پڑھاتے ہوں مگر نازل ہوتی ہے ان پر کیفیت تسکین قلبی اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت اور گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ اور ذکر فرماتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ ان (ارواح وملائکہ) میں کہ جو اللہ کے پاس ہیں۔

(ف) عادۃً ذکر حلقہ، بہت سے ذاکرین کے ایک جگہ جمع ہونے سے دلچسپی ذکر سے، اور تعاکس انوار قلوب میں، اور نشاط اور ہمت کا بڑھنا اور سستی کا رفع ہونا اور مداومت میں سہولت وغیرہ منافع حاصل ہوتے ہیں اس کو ذکر حلقہ کہتے ہیں۔ اس حدیث میں (اسی طرح گذشتہ احادیث میں) اس کی اصل مع اشارہ کے اس کی برکات کی طرف موجود ہے۔

مجلس ذکر کے یہی فوائد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بھی بیان فرماتے

تھے۔ جبکہ ابتداءً خود حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ کے یہاں ہم لوگ انفرادی ذکر کرتے تھے۔ مقررہ وقت پر اجتماعی ذکر کی صورت نہ تھی۔ پھر ضرورت کی بنا پر حضرت نے مجالس ذکر قائم فرمائیں اور مجالسِ ذکر کے احیاء و فروغ پر بہت زور دیا۔ اسی سلسلہ میں طویل اسفار فرمائے اور خدام کو اس کی بہت ترغیب دی (تفصیل کے لئے رسالہ "حضرت شیخ اور مجالسِ ذکر" کا مطالعہ کریں)

اسی طرح حضرت لاہوری رحمۃ اللہ کے یہاں بھی شروع میں مجلسِ ذکر نہ تھی، بعد میں ہوئی۔ البتہ بہت سے مشائخ نقشبندیہ کے یہاں پہلے سے حلقہ ذکر یا مجلسِ ذکر قائم تھیں۔ اسی طرح حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ جامعہ اشرفیہ میں پہلے مجلس درود شریف نہیں تھی، بعد میں ہوئی۔ اور جامعہ خیر المدارس جس کی پاکستان میں ایک ممتاز حیثیت ہے، اس میں بھی مجلسِ ذکر و درود شریف کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ رمضان ۱۴۱۰ھ میں وہاں ایک کروڑ مرتبہ درود شریف حضرت مفتی عبدالستار صاحب کی زیرِ نگرانی پڑھا گیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس مدرسہ بنوری ٹاؤن اور دارالعلوم کراچی اور دوسرے بڑے مدارس کے علاوہ چھوٹے مدارس مثلاً جامعہ امدادیہ لاہور اور دوسرے بے شمار مدارس میں مجالس ذکر و درود شریف کا سلسلہ جاری ہے۔

الغرض صورت تو مختلف رہی لیکن سب کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے۔ گذشتہ اوراق میں مجالسِ ذکر سے متعلق جو روایات ذکر کی گئی ہیں وہ علی الاطلاق سب مجالسِ ذکر کو شامل ہیں۔ اور ان مجالس کا جو مقصد ہے (یعنی

نسبت وتعلق مع اللہ، تزکیہ واخلاص، وہ بھی شرعاً ضروری ہے۔ اس لئے اس کے حصول کے لئے ہر جائز طریقہ اختیار کیا گیا۔ ان ذرائع میں حسبِ ضرورت ترمیم ہوتی رہی۔

یہی حال علم دین کے حصول اور جہاد فی سبیل اللہ کے طریقوں کا ہے اور دین کے مختلف شعبوں میں مقاصدِ شرعیہ کے حصول کے لئے نئے نئے طریقے اختیار کئے گئے۔ اور ان میں حسبِ ضرورت وحسبِ زمانہ ترمیمیں ہوتی رہیں اس کو بدعتِ اصطلاحی قرار نہیں دیا گیا۔ کیونکہ مقاصد شرعیہ میں کوئی نئی چیز داخل کرنا۔ کسی طریقہ کو مقصدِ شرعی بنا کر اختیار کرنا بدعت ہے! اور کسی مقصدِ شرعی کے لئے جائز طریقہ اختیار کرنا بدعت نہیں۔ لہٰذا احداث فی الدین اور احداث للدین کا فرق ملحوظ رہے۔

ذکر اللہ ہی کا ایک فرد درود شریف ہے۔ اس فتن وشرور کے دور میں جب کہ محبت وادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک عام وبا پھیل گئی ہے (جس کا کچھ ذکر اس رسالہ کی تمہید میں ہوا) فتنے عام ہو گئے ہیں اور افکار صحیح نہیں رہے۔ اور مسلمانوں کو سنت اور صحیح راستہ سے ہٹانے کے لئے داخلی اور خارجی ذرائع سے شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے عموماً عوام اور خصوصاً جدید طبقہ دین سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ ارتدادِ خفی پھیل رہا ہے۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب وتعظیم اور آپ سے تعلق ومحبت میں واضح کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اور یہ رجحان پڑھے لکھے مسلمان طبقہ میں عام ہو رہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم فداہ ابی وامی کو صرف ایک لیڈر، عظیم شخصیت، ریفارمر اور بہترین قائد کی حیثیت سے متعارف کرایا جارہا ہے مگر ان کا قیامت تک نبی و رسول ہونا ان کی ذاتِ اقدس سے محبت و عظمت کا جذباتی تعلق جس پر رسالت کے احکام اور آخرت کی اصلی ودائمی زندگی کی کامیابی کا مدار ہے۔ اور یہی محبت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم قربِ الٰہی کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اس کو بالکل فراموش ہی نہیں کیا جارہا بلکہ مختلف انداز و تعبیرات سے یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ گویا یہ باتیں اسلامی اصول کے خلاف اور نعوذ باللہ شرک و بدعت ہیں۔

اسی طرح دینی لحاظ سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک "پیغام رساں" کی حیثیت سے متعارف کیا جارہا ہے۔ اور "رسول" کے باعظمت شرعی مفہوم کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔

ان دردناک حالات میں آجکل کچھ علمائِ امت اور ان کے متعلقین عوام نے درود شریف کے فروغ کی بطور خاص کوشش کی کہ انفراداً بھی اور مجالس میں بھی درود شریف کی غیر معمولی کثرت کی جائے۔ الحمد للہ اس کے بہت اچھے اور مطلوبہ نتائج سامنے آئے۔ لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی اور اہلِ حق عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دلوں میں ادب و احترام پیدا ہوا۔ نیز اہل السنۃ والجماعۃ کی آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا بنی۔ اور کثرت ذکر اور کثرتِ درود شریف کے خواص و برکات ظاہر ہوئے۔

وقت کے بہت سے علمائِ کرام اور مفتیانِ عظام کے یہاں درود شریف کی مجالس کا سلسلہ جاری ہے۔ اور بہت سے عوام بھی علماء کی

نگرانی میں یہ مجالس قائم کرتے ہیں جس پر حضرات علماءِ کرام کی نگرانی ضروری ہے۔ تاکہ کوئی بدعتِ اصطلاحی رواج نہ پاجائے۔ وقتاً فوقتاً اس پر تنبیہہ بھی ہونی چاہیئے۔ اللہ پاک حفاظت فرمائے قبول فرمائے۔

ذکر اللہ اور درود شریف کی اصلاحی مجالس کیلئے دعوت کا اسلوب

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ

آپ کہہ دیجئے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہے میرا راستہ میں تم کو وصفِ بصیرت و مشاہدہ ورؤیتِ قلبی وتصدیق ایمانی کے ہوتے ہوئے اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ اور اسی طرح میرے متبعین بھی بصیرت و مشاہدہ سے (لوگوں کو دین وایمان کی طرف) بلاتے ہیں۔

امام ربانی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "اس (آیت) سے معلوم ہوا کہ مشائخ جو تابع ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو بصیرت وحدانیت و عظمتِ خداوندی کی معرفت تام ضرور حاصل ہوتی ہے ورنہ نیابت رسالت (نبیوں والا کام) کی خدمت کا انجام دینا اور رشد و ہدایت کی طرف مخلوق کا بلانا صحیح نہیں ہوسکتا۔"

"دعوت" کی تاریخ شاہد ہے کہ مذکورہ بالا صفات ان کے حصول کے

طریقوں کے ساتھ حاصل کئے بغیر جس کسی نے بھی دعوت کا کام محض ظاہری علم اور مطالعہ کی بنا پر کیا وہ یا تو فتنہ کا باعث بن گیا یا اس کا اثر جلدی ختم ہو گیا البتہ حقیقی داعیان کے ہمراہ بطور کارکن، اگر کوئی محض اپنی ذاتی اصلاح کی نیت سے یہ کام کرے تو اپنی اصلاح کے ساتھ اصل مبلّغین کی معاونت کی وجہ سے تبلیغ کے عالی کام میں شرکت اور اس کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔

لہٰذا جب کسی کے دل میں ان مجالس خیر کے فروغ کا داعیہ پیدا ہو تو وہ پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے اور اہل حضرات سے تعلق قائم کر کے ان کے راستہ پر چلنا شروع کرے۔ اس کے لئے چاہیے انفرادی طور پر کسی شیخِ کامل سے تعلق بھی قائم کرے، یا جہاں مجالس قائم ہیں ان میں شرکت کیا کرے تاکہ اس عالی کام کی اہلیت پیدا ہو۔ اور کام کی اہمیت کے پیش نظر اپنی مشغولی اور خیالی مجبوریوں میں سے قربانی کے ساتھ وقت فارغ کیا جائے۔ مجلس کے پرانے احباب کے تعاون سے اپنے گھر میں اور اپنے ماحول میں یہ مجلس قائم کرے۔ اور کام سمجھنے کے بعد پرانے حضرات کے ہمراہ دوسرے محلّوں میں، دوسرے شہروں میں جہاں کوئی اپنا واقف ہو اس سے خصوصی ملاقات کر کے اس کو کام کی اہمیت سمجھائی جائے اور اس کو اپنی مجلس کی دعوت دی جائے۔ پھر ان کے یہاں مجلس قائم کر کے خود اس کی نگرانی و نصرت کی جائے اور اپنے یہاں کی پہلے سے قائم شدہ مجلس کا انتظام اپنے پرانے ساتھیوں کے سپرد ہو۔ اس طرح کی بہت سی جزئیات اور فوائد کام کے دوران سمجھ آئیں گے اور ضرورتیں سامنے آئیں گی۔ اس کے لئے کبھی کبھی سب پرانے کارکن اور علماء حضرات کی مجلس میں مشورہ کر لیا جائے۔

اس کے لئے خانقاہوں میں، مراکز میں مثلاً ٹیکسلا میں ہر ماہ "سہ روزہ" کا نظم ہے۔

اس کام میں مال اور جان لگانے کو بہت نفع اور سعادت سمجھا جائے بہ بات مجالس میں شرکت سے خود پیدا ہوگی۔ الحمد للہ بہت سے دوست اس کے لئے متحرک ہیں اور اس سلسلہ میں دور و دراز سفر کرتے ہیں۔ بلکہ کچھ ایسے بھی ہیں جن کا ہمہ وقت اصل کام ہی یہی ہے اور وہ اپنی دنیاوی ضروریات کے لئے بمشکل اس میں سے وقت نکالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور راضی ہو۔

مجالس کے اعمال

یہاں ہم چند اعمال لکھتے ہیں جن پر یہ مجالس مشتمل ہوتی ہیں

مختلف مجالس میں حسبِ موقع ایک کثیر تعداد میں انفرادی طور پر کوئی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور بعض مجالس میں صرف درودِ ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔

شرکاءِ مجلس ایک ایک دفعہ یٰسین شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس طرح کچھ تلاوت قرآن شریف ہو جاتی ہے۔

اجتماعی طور پر کچھ دیر کلمہ طیبہ کا ذکر یا جس مجلس میں سالکینِ طریقت کی تعداد زیادہ ہو وہاں مشائخ کرام چشتیہ قادریہ کا معمول بہا بارہ تسبیح کا ذکر

جہری ہوتا ہے اور اگر نقشبندی حضرات زیادہ ہوں تو ذکرِ خفی اور مراقبہ کیا جاتا ہے۔

ماثورہ درود شریف کی چہل حدیث سنائی جاتی ہے۔

دعاؤں کا کوئی مجموعہ یا مشائخ کرام کا معمول بہا ختم خواجگان کیا جاتا ہے۔

تعلیم اور وعظ و نصیحت ہوتی ہے۔

حسب موقع بعض جگہ کوئی قصیدہ، نعتیہ اشعار یا کبھی آہستہ آواز سے مل کر درود شریف اور فکرِ آخرت و موت کی یاد ہوتی ہے۔

شرکاءِ مجلس کی ماحضر سے تواضع کی جاتی ہے اور اگر کھانے کا وقت ہو تو صاحب مکان کی طرف سے حسبِ مقدور کھانا بھی ہوتا ہے۔ بعضے لوگ اس میں ایصالِ ثواب کی فضیلت بھی حاصل کرتے ہیں۔ اور کھانے کا وقت نہ ہو تو چائے پھل وغیرہ سے تواضع کی جاتی ہے۔ اور بعض جگہ اس کا موقع بھی نہیں ہوتا تو محض ملاقات اور دعا پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جن گھروں میں پہلے سے فرش اور صفائی کا نظم نہ ہو وہ مجلس کی خاطر یہ اہتمام اور خوشبو بخور وغیرہ کا بھی انتظام کرتے ہیں۔

یہ مجالس عام طور پر احباب کے نجی مکانوں میں ہوتی ہیں۔ اگر کسی جگہ اپنے مخصوص احباب کی مسجد ہو تو مسجد کے حقوق و آداب اور اوقات کا لحاظ کر کے مسجد میں کی جاتی ہیں۔

تنبیہ:۔ یہ مجالس چونکہ ایک شہر کے بہت سے گھروں میں ہوتی ہیں اس لئے

ان مجالس کے لئے کوئی دن مقرر نہیں ہوتا۔ ہر مجلس والا اپنی سہولت کے مطابق ہفتہ میں کوئی دن مقرر کر لیتا ہے۔

اور مجلس کے مذکورہ بالا تمام معمولات کسی ایک مجلس میں پورے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ شرکاءِ مجلس کے دینی حالات اور وقت کی گنجائش کے پیشِ نظر ان میں سے بعض معمولات کا انتخاب کر کے عمل کیا جاتا ہے۔ اب ہم ہر معمول کی فضیلت مختصراً بیان کرتے ہیں۔

ذکر اللہ کے مختصر فضائل

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ — پس تم میری یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

اور ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی۔ — اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

وقت کا اہم مسئلہ اور اس کا حل

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ

مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گذران مکدّر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں مگر ان کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوالِ دولت کے خطرات الگ سوہانِ روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے، کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہے۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یادِ الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ لیکن "ذوقِ ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی"۔ بعض مفسرین نے معیشت ضنک کے معنی لئے ہیں وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔

بعض مفسرین نے مَعِیْشَۃً ضَنْکًا سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جب کہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ "معیشتِ ضنک" کی تفسیر عذابِ قبر سے بعض صحابہ

نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

بہرحال "مَعِيْشَةً ضَنْكًا" کے تحت میں یہ سب صورتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ (واللہ اعلم) (تفسیر عثمانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ (ابن کثیر)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلے تو میں تیرے سینے کو غنا و استغنار سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور کردوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرا سینہ فکر اور شغل سے بھردونگا اور محتاجی دور نہ کروں گا (یعنی جتنا مال بڑھتا جائے گا، حرص بھی اتنی ہی بڑھتی چلی جائے گی، اس لئے ہمیشہ محتاج ہی رہے گا۔)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ

جو شخص اپنے سارے فکروں کو ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنا دے تو اللہ

دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِيْ أَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ أَيِّ أَوْدِيَةٍ هَلَكَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔ (ابن کثیر)

تعالیٰ اس کے دنیا کی فکروں کی خود کفالت کر لیتا ہے اور جس کے فکر دنیا کے مختلف کاموں میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ ان فکروں کے کسی جنگل میں ہلاک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ۔

اور میری یاد میں سستی نہ کرنا

اور ارشاد باری ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔

اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔

اور ارشاد ہے:۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔

اور اپنے رب کا نام لیتے رہیں اور سب تعلقات منقطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیں۔

اور ارشاد فرمایا:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ

اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

کثرتِ ذکر سے اخلاص پیدا ہوتا ہے جو کہ تمام اعمال کی روح ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو

ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنیوالی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں، اس سے بھی بڑھی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا۔ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ قرآن پاک میں ہے:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ   کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں۔ مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا مشغلہ بنالوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت زبان کو تر رکھ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ میں نے عرض کیا۔ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس حال میں تیری موت آئے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ اس سے محبت فرماتے ہیں

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی عطا اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق ہو جائے۔

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذابِ قبر سے نجات دینے والا نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بہت سے لوگ ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ جلّ شانہٗ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ ان کو جنت کے اعلیٰ درجوں میں پہنچا دیتا ہے۔

ف ۔ اس حدیث شریف کے ذیل میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں" یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا، صعوبتیں برداشت کرنا، آخرت کے رفعِ درجات کا سبب ہے۔ اور جتنی بھی دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جائے گی، اتنا ہی بلند مرتبوں کا استحقاق ہوگا۔ مگر اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر کیا جائے تب بھی رفعِ درجات کا

سبب ہوتا ہے۔ (رسالہ فضائل ذکر)

ذکر اللہ کے فضائل میں ہر قسم کا ذکر، کلمہ طیبہ، ذکر جہری، ذکر خفی وغیرہ شامل ہیں۔ مگر یہاں ہم بطور افادہ کچھ مخصوص فضائل ان کے درج کرتے ہیں۔

کلمہ طیبہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تمام اذکار میں افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سب سے زیادہ سعادتمند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسٰی علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھی کو عطا ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو رکھ دیا جائے تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائیگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے۔ جب کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے اللہ کا ارشاد ہوتا ہے ٹھہر جا۔ وہ عرض کرتا ہے کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا

یں نے اس کی مغفرت کر دی تو وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

ذکر جہری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔

ف۔ اور مجنوں جب ہی کہا جائیگا کہ نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے۔ آہستہ میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔ (فضائل ذکر)

حضرت عبداللہ ذوالبجادین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ نے رسالہ "سباحۃ الفکر" اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے ذکر جہر ثابت ہوتا ہے۔

ذکر خفی

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ	(پہلے سے عقلمندوں کا ذکر ہے) وہ ایسے
اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا	لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں
وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ	کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے
فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بھی۔ اور آسمانوں اور زمین کے
	پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے" اسی کو صوفیائے کرام مراقبہ اور ذکر خفی کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر درجہ دوچند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ تمام مخلوق کو

حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمالنامے لے کر آئیں گے۔ تو ارشاد ہوگا فلاں بندہ کے اعمال دیکھو، کچھ اور باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو نہ لکھی ہوا ور محفوظ نہ ہو۔ ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی ہے جو تمہارے علم میں نہیں۔ وہ ذکر خفی ہے۔ (فضائل ذکر)

درود شریف کے فضائل

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ	بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ	رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلی اللہ علیہ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا	وسلم) پر۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر
تَسْلِیْمًا ۝	رحمت بھیجا کرو۔ اور خوب سلام بھیجا کرو۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآنِ پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اور بہت سے انبیائے کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں اور ان کے بہت سے اعزاز و اکرام بھی فرمائے لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف، اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے

بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی۔ ؎

یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ
بِہٰذَا بَدَا لِلْعَالَمِیْنَ کَمَالُہٗ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔
بلاشک قیامت میں ہر موقع پر مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اگر میں ساری دعاؤں کے وقت کو آپ پر درود کے لئے مقرر کر دوں تو کیسا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسی صورت میں اللہ جل شانہٗ تیرے دنیا و آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا۔

ایک مہتم بالشان فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا۔

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ جل شانہٗ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ کی طرف سے تو ایک ہی درود اور ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوں۔ ثواب اور نیکیوں کے مقابلہ میں ظاہر ہے کہ اللہ کی رحمت کا کتنا بڑا درجہ ہے کہ ہر کسی کی نجات اللہ کی رحمت ہی

سے ہوتی ہے۔ جبکہ ہماری نیکیاں ایسی ہیں کہ اگر ان کی پرکھ ہو جائے تو گناہ بھی شرما جائیں۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے قبول فرمالے تو وہ بھی باعث نجات ہوں گی۔ گویا اصل اس کی رحمت ہی ہوئی کہ اول نیکیوں کی توفیق بھی اس کے رحم و کرم سے ہوئی اور پھر ان کی قبولیت کا مدار بھی اس کے رحم و کرم پر ہے۔

درود شریف کے عظیم الشان حکم اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ (الآیۃ) کی تعمیل میں کسی بھی صیغہ سے درود پڑھا جائے اس کے بے شمار فضائل احادیثِ شریفہ میں وارد ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ درود پڑھنے سے پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نامۂ اعمال میں مزید دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ فرشتے درود شریف پڑھنے والے کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر درود شریف کو بطور ہدیہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پڑھنے والے کے لئے دعا و استغفار فرماتے ہیں۔

کثرتِ درود شریف

جب ایک مرتبہ درود پڑھنے پر یہ اجر و ثواب ہے تو کثرت سے درود شریف پڑھنے پر کتنا اجر و ثواب ہوگا۔ مختلف روایات میں بھی کثرت درود شریف کا حکم اور ترغیب آئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً	بلاشک قیامت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے

زیادہ مجھ پر درود بھیجے۔ (ترمذی)

اور کثرتِ درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوامِ محبت اور ازدیادِ محبت کا سبب ہے۔ شیخ الاسلام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یہ (درود شریف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوامِ محبت اور اس میں خوب ترقی کا سبب ہے۔ اور یہ چیز ایمان کی کڑیوں میں سے ایسی کڑی ہے کہ جس کے بغیر ایمان پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بندہ جتنا محبوب کے ذکر میں کثرت کرے گا اور محبوب کو اپنے قلب میں مستحضر کرتا رہے گا، نیز محبوب کے محاسن اور وہ باتیں جو محبوب کی محبت پیدا کریں، ان کا استحضار کرتا رہے گا اتنی ہی محبت بڑھتی رہے گی اور محبوب کی تڑپ اور شوق ترقی کرتا رہے گا اور تمام قلب پر غالب ہو جائے گا۔ اور اگر محبوب کے ذکر اور محبوب کے محاسن کے احضار سے اعراض کرے گا تو محبت قلبی میں کمی ہو جائے گی۔ (جلاء الافہام)

الغرض کثرتِ درود شریف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت حاصل ہوتی ہے جس سے آپ کی اتباعِ کامل اور آپ کا ادب و احترام نصیب ہوتا ہے۔ اور درود شریف پڑھنے والے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے جو سعادت کی کلید ہے۔ (تفصیل کے لئے جلاء الافہام، حقوق خاتم النبیین اور فضائل درود شریف ملاحظہ فرمائیں)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ جو تورات کے بہت بڑے عالم تھے وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد وثنا

کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اگاؤں۔ اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور جتنے تیرے دل سے اس کے خطرات اور تیرے بدن سے اس کی روح اور تیری آنکھ سے اُس کی روشنی، حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا۔ یا اللہ ضرور بتائیں ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو (بدیع)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

محمد بن سعید بن مطرف رحمۃ اللہ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بالاخانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے سارا بالاخانہ ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ لا اس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پہ درود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں۔ تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ گھبرا کر میری ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالاخانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بری بدہیئت صورت دیکھی انہوں نے اس سے پوچھا تو کیا بلا ہے۔ اس نے کہا میں تیرے برے عمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے۔ اس نے کہا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت (بدیع)

ہم میں سے کونسا شخص ایسا ہے جو دن رات بداعمالیوں میں مبتلا نہیں ہے۔ اس کے بدرقہ کے لئے درود شریف بہترین چیز ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے جتنا بھی پڑھا جاسکے دریغ نہ کیا جائے کہ اکسیر اعظم ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ (فضائل درود شریف)

مجموعہ چہل حدیث یہ درود و سلام کی چالیس حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ یہ درود الفاظ کی معمولی کمی بیشی کے ساتھ حدیثوں میں آئے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ نے چہل حدیث کے طور پر جمع فرمائے۔ جس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"اس مقام پر جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیثِ مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں۔ ان میں سے چالیس صیغے مرقوم ہوئے ہیں جن میں سے پچیس صلوٰۃ اور پندرہ سلام کے ہیں۔ گویا یہ مجموعہ درود شریف کی چہل حدیث ہے جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امرِ دین کے متعلق چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچا دے اس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علماء میں محشور فرمائیں گے۔ اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ درود شریف کا امرِ دین سے ہونا بوجہ اس کے مامور ہونے کے ظاہر ہے۔ تو ان احادیثِ شریفہ کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجر درود و اجر تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے۔"

مجلس میں اس مجموعہ کے سننے سنانے میں حدیث شریف کے سننے سنانے کی عظیم فضیلت تو حاصل ہو ہی جاتی ہے، بحیثیت درود شریف کے بھی اس کا سننا سنانا باعثِ خیر ہے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اپنے ایک مکتوب (متعلقہ چہل حدیث) میں تحریر فرماتے ہیں۔

" درود شریف کے پڑھنے، سننے اور پھیلانے میں دونوں جہانوں کی خیر و صلاح مضمر ہے اور قربِ الٰہی یقینی ہے۔"

چنانچہ حضرت کے یہاں مجالس میں یہ چہل حدیث سنائی جاتی تھی۔

ختم سورہ یٰس اس عمل سے تلاوتِ قرآن بھی ہو جاتی ہے! ور حدیث پاک میں ارشاد ہے" قرآن پڑھو کہ وہ قیامت میں اپنے لوگوں کی سفارش کرے گا۔ (مسلم) دوسری حدیث میں قرآنِ پاک کی تلاوت سے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملنا ثابت ہے! ور خاص اس

سورت کے بہت فضائل احادیث شریفہ میں وارد ہیں۔ مثلاً

ایک روایت میں ہے کہ "ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ جو شخص سورۂ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتے ہیں۔ (ترمذی)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سورۂ یٰسین کا نام تورات میں معمّہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔ اور اس سے دنیا و آخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے۔ اور آخرت کے ہول کو دور کرتی ہے

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

ایک روایت میں ہے "جس نے سورۂ یٰسین کو ہر رات میں پڑھا پھر مر گیا تو شہید مرا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے، اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پس اس سورت کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ (رسالہ فضائل قرآن)

دُعاء

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو۔ میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے۔

اور فرمایا۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دین کا ستون ہے اور آسمان وزمین کا نور ہے۔ (حاکم) اور فرمایا "اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے وہ اس بات سے حیا فرماتے ہیں کہ کوئی اس کی طرف (دعا کے لئے) ہاتھ اُٹھائے پھر وہ اس کو کوئی خیر نہ دے۔ (حاکم)

ختمِ خواجگان یہ دعا کی قبولیت کے لئے مشائخ کا مجرّب ہے۔ اس کے کلمات کا خاص مقدار میں دینی اور دنیاوی حاجات کے لئے پڑھنا بہت مفید ہے۔ خانقاہ تھانہ بھون اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں اہتمام سے کیا جاتا تھا۔ اور حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے یہاں بھی اس کا معمول تھا۔

اس ختم میں درود شریف کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ پڑھا جاتا ہے۔

اس کلمہ میں دعا کی روح یعنی اپنی محتاجگی کو بہت بلیغ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت (اور اپنی بیچارگی کا اظہار ہے کہ) پناہ بھی اللہ ہی کی ہے اور نجات بھی اس کی طرف سے ہے۔

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو مصیبت سے نجات اور حصول مقصد کے لئے یہ تلقین فرمایا کہ کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کریں۔

اور بخاری ومسلم میں ہے کہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک

خزانہ ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ دینی اور دنیوی ہر قسم کے مصائب اور مضرتوں سے بچنے کے لئے اور منافع اور مقاصد حاصل کرنے کے لئے اس کلمہ کی کثرت مجرّب ہے۔

اظہار عجز اور طلب خیر کے بعد سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی جاتی ہے۔ جس میں سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان کا ذکر ہے کہ جہاں بھی ذکرِ خدا ہوگا وہاں ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور ہر جگہ آپ کا بول بالا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ آسانی کی بشارت ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے ۔؎

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى ۔۔۔ فَفَكِّرْ فِيْ اَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ ۔۔۔ اِذَا فَكَّرْتَهٗ فَافْرَحْ

اس لئے یہ سورت پڑھ کر دینی اور دنیاوی حاجات کے لئے دُعا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دعا کی قبولیت مجرّب ہے۔

تعلیم اور وعظ و نصیحت مذکورہ بالا اذکار اور اجتماعی دعا کے بعد جب طبیعتیں عمل پر آمادہ ہوجاتی ہیں۔ اور مجلس میں سکینہ کا نزول، ملائکہ کی حضوری کی برکت اور انوار کی کثرت ہوتی ہے (جو کہ آنکھوں والوں کے لئے مشاہدے اور نصوص سے ثابت ہے) تو سیرتِ پاک کی یا ترغیب و ترہیب یعنی کتب فضائل کی یا ضروری عقائد و اعمال کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور جائز ناجائز، حلال و حرام کے مسائل سیکھنے اور عمل کرنے کی ترغیب بطور وعظ ہوتی ہے جس کا اثر ہوتا ہے اور پابندی سے

شرکت کرنیوالوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور ترقی ہوتی ہے۔

اس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حکم پر حکمت اور موعظتِ حسنہ کے آداب کے ساتھ عمل ہو جاتا ہے۔

نعتیہ قصائد حسب موقع بعض جگہ نعت شریف یا سیرتِ پاک اور خصائص پر مشتمل کوئی قصیدہ مثلاً عربی میں قصیدہ بردہ اور اردو میں کسی عارف کامل مثلاً حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ حسبِ حدیثِ نبوی اِنَّ فِی الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً اور اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (بخاری) بعض طرق بیان کا بعض سے اوقع فی النفس ہونا ظاہر ہے۔ نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ لوگ بڑے بڑے تاریخی واقعات کو نظم میں بیان کرتے ہیں تو ان کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اس لئے اگر ان مجالس میں اجتماعی طور سے سیرتِ مبارکہ کے بعض حصوں کو اشعار میں بیان کیا جائے تو یہ زیادہ اثر آفرین ہوگا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں بعض حضرات اشعار میں اوصافِ نبوی کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ جن میں حضرات حسان بن ثابت، عبد اللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم بہت مشہور ہیں بعض اوقات خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بالقصد سننا بھی وارد ہے

(ماخوذ از تحریر حضرت مفتی جمیل اللہ صاحب دام مجدہم)

مہمانوں کا اکرام اور ان کو کھانا کھلانے کی فضیلت

ہمارے دین اور اسلامی معاشرے میں مہمان کے اکرام کو اس کو کھانا کھلانے کے بہت فضائل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلٰى سَنَامِ الْبَعِيْرِ (ابن ماجہ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جس گھر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا جائے اس کی طرف خیر تیزی سے بڑھتی ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "جو مہمانی نہ کرے اس میں کوئی خیر نہیں" اور حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام میں کون سی بات زیادہ فضیلت اور ثواب والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کھانا کھلایا کرو اور ہر ایک کو سلام کیا کرو۔ چاہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں۔

اس حدیث شریف میں آخری جملہ "چاہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں" کا تعلق (معنیً) کھانا کھلانے سے بھی ہے اور سلام کرنے سے بھی۔ یعنی تم کھانا کھلایا کرو چاہے اس سے واقفیت ہے یا نہیں اور سلام کیا کرو چاہے واقف ہو یا ناواقف۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رحمان جل شانہٗ کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

شرکاءِ مجلس میں زائرین بھی ہوتے ہیں اور ذاکرین بھی ہوتے ہیں۔ اور ان میں اللہ کریم کی محبت میں دُور دُور سے آ کر ملنے والے مسافرین اور کچھ فقراء بھی ہوتے ہیں۔ ان میں علماء، مشائخ، صلحاء اور دین سیکھنے کی نیت سے آنے والے طلبا درویش بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے مستقل فضائل ہیں۔ ان سب کی خدمت اور ان کا اکرام بڑی سعادت ہے۔

کھانا کھانے والے حضرت گھر والوں کو جو مسنون دُعا دیتے ہیں اس کے الفاظِ مبارکہ یہ ہیں:۔

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ	اللہ کرے تمہارے گھر روزہ دار
وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ	افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ
وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں

ختامِ مسک

درُودِ ابراہیمی

حضرات مشائخ عظام کے مرتب کئے ہوئے دُرودوں کے خواص و برکات اور انہیں معمول بنانے پر دنیوی و اخروی بشارتیں برحق و مجرب ہیں لیکن عارف شیرازی فرماتے ہیں ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر اُو تمنّائے

درود شریف کے بارے میں اللہ جلّ شانہٗ کی عظیم الشان امتیازی تمہید کے ساتھ ارشاد فرمودہ حکم (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ (الآیۃ)) کی تعمیل میں کسی بھی صیغہ سے درود پڑھا جائے، اس کے بے شمار فضائل احادیث سے ثابت ہیں۔ مثلاً درود پڑھنے سے پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، نامۂ اعمال میں مزید دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ قیامت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے۔ فرشتے درود شریف پڑھنے والے کا نام اور اس کے والد کا نام لے کر درود کو بطور ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درُود پڑھنے والے کے لئے استغفار و دعا فرماتے ہیں۔ اور یہ درُود پڑھنے والے

کے لئے اس کے مرنے سے پہلے ہی اس کی قبر میں راحت کا سامان بنتا ہے
امام ابن قیمؒ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "جیسا عمل ہوتا ہے اسی نوعیت کی جزا ملتی ہے" لہذا جب کوئی بندہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر درود پڑھتا ہے تو اللہ کریم اس درود پڑھنے والے پر اور اس کی آل و اولاد پر دس گنا اپنی رحمتیں، سلامتی، برکتیں اور عزتیں اپنی شان کے مطابق نازل فرماتا ہے۔ لہذا درود شریف سے سارے دنیوی و اخروی مقاصدِ حسنہ پورے ہوتے ہیں۔ ان فضائل کی تفصیل "فضائل درود شریف" "جلاء الافہام" جیسی مستند کتب میں مطالعہ کر کے ذوق و شوق پیدا کریں
ذیل میں جو درود شریف ذکر کیا جا رہا ہے اس کے ذکر سے مقصود اس کی ماثورہ، مہتم بالشان امتیازی فضیلت پر توجہ دلانی ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف و غافل ہیں۔ اس غفلت کی وجہ اور دیگر مبارک صیغوں سے متعلق تفصیل رسالہ "تحفۂ عشاق" میں ملاحظہ فرمائیں۔

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ درود شریف

درود شریف کے بعض صیغے جو صحیح حدیثوں میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں اور ہر خاص و عام کو معلوم ہیں جن کے متعلق متفقہ طور پر سارے علمائے کرام اور سارے مشائخ کا ارشاد ہے کہ یہ درود جو زبانِ مبارک سے تلقین ہوئے ہیں، یہ صیغے تمام صیغوں سے افضل ہیں اور یہ الفاظ بابرکت ہیں۔ ان کے پڑھنے سے حدیثِ پاک پڑھنے کا ثواب اور برکت بھی

حاصل ہوتی ہے۔ یہ صیغے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ زیادہ تر درودِ ابراہیمی ہیں۔ انہی میں سے جو درود ہمارے یہاں نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کو الفاظ اور سند کے لحاظ سے علمائے کرام نے سب سے افضل بتایا ہے۔ قطب عالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ اپنے رسالہ فضائل درود شریف میں لکھتے ہیں "یہ درود سب سے افضل ہے" امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "روضہ" میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھا بیٹھے کہ میں سب سے افضل درود پڑھوں گا تو اس درود کے پڑھنے سے اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اور "حصن حصین" کے حاشیہ پر "حرز ثمین" سے نقل کیا ہے کہ "یہ درود شریف سب سے زیادہ صحیح ہے اور سب سے زیادہ افضل ہے نماز میں اور بغیر نماز کے اسی کا اہتمام کرنا چاہیئے" اسی درود شریف کے متعلق حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ (تحفہ) دوں جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ میں نے عرض کیا "ضرور مرحمت فرمائیے" انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ پر درود کن الفاظ سے پڑھا جائے۔ یہ تو اللہ تعالٰی نے بتا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ایک حدیث میں ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی آئی۔ پھر آپ نے مندرجہ بالا درود شریف تلقین فرمایا۔ اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ درود شریف کے یہ کلمات آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم فرمائے گئے تھے۔ عشاق غور فرمائیں کہ فضیلت میں اس سے اعلیٰ کیا بات ہوسکتی ہے کہ الفاظ پوچھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تلقین فرمانے والے اللہ کے حبیب سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

درودِ ابراہیمی پڑھنے کا ایک مستحسن طریقہ

(بروایت فقیہ الامّت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اب اپنے جیسے گناہگار بھائیوں کے لئے عموماً اور عشاق کے لئے خصوصاً وہ درودِ ابراہیمی پیش کیا جاتا ہے جس کا تمام درودوں پر افضل ہونا تو اوپر گذر چکا۔ اور اس کو پیش کرنے کا طریقہ کسی بڑے ولی اللہ عارفِ کامل کا نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک ممتاز صحابی کا ہے۔ جن کا اسم مبارک فقیہ الامت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

(البتہ نماز میں مذکورہ بالا الفاظ ہی سے درود پڑھنا چاہیئے)

(حدیث شریف) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ   حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ
فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ
يُعْرَضُ عَلَيْهِ فَقَالُوْا لَهٗ فَعَلِّمْنَا
فَقَالَ قُوْلُوْا :
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ
رَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ
وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ
الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ
ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهٖ
الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ

سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجو تو بہتر سے بہتر طریقہ پر درود بھیجنے
کی کوشش کرو۔ تم جانتے نہیں ہو اِنْ
شاء اللہ تمہارا درود آپ کی خدمت میں
پیش کیا جائیگا۔ لوگوں نے عرض کیا
تو آپ ہمیں بتا دیجئے کہ ہم کس طرح درود
بھیجا کریں۔ آپنے فرمایا۔ یوں عرض
کیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
الی قولہ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اے اللہ
اپنی خاص عنایات اور رحمتیں اور برکتیں
نازل فرما سید المرسلین، امام المتقین، خاتم
النبیین حضرت محمد پر جو تیرے خاص بندے
اور رسول ہیں۔ نیکی اور بھلائی کے راستے

ع لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ حَيْثُ اَنَّهٗ وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (ابوداؤد باسناد صحیح) وَفِيْ رِوَايَةٍ بَعْدَهٗ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ترجمہ) کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں (ابوداؤد باسناد صحیح) اور دوسری روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ ہے کہ "اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(سنن ابن ماجہ)

کے امام اور رہنما ہیں۔ رحمت والے پیغمبر ہیں (یعنی جن کا وجود ساری دنیا کے لئے رحمت ہے) اے اللہ ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما جو اولین و آخرین کے لئے قابلِ رشک ہو۔ اے اللہ حضرت محمد اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص نوازشیں اور رحمتیں اور عنایتیں فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر نوازشیں اور عنایتیں فرمائیں بے شک تو حمد و ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اور اے اللہ حضرت محمد اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں۔ تیری ذات ہر حمد و ستائش کی سزاوار اور عظمت و کبریائی تیری ذاتی صفت ہے۔

مذکورہ بالا درودِ ابراہیمی کے الفاظ کی تشریح

اگرچہ زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی برکت اور قبولیت کو کون بیان

کرسکتا ہے صرف ان الفاظ کے معنوں کو لکھا جاتا ہے جن کی معنویت کا لحاظ کرنے سے درود شریف کا فیض بے حد بڑھ جاتا ہے۔

اس درودِ پاک میں مندرجہ ذیل الفاظ کے متعلق بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں تشریح کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ

سلفِ صالحین سے نقل کیا گیا ہے کہ اَللّٰھُمَّ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماءِ حسنیٰ کے قائم مقام ہے۔ یعنی جب اَللّٰھُمَّ کہہ کر دعا کی جائے تو گویا تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دُعا مانگی گئی۔ اور اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا مانگنے کی قبولیت کی بشارت ہے۔

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، اِمَامِ الْخَیْرِ، قَائِدِ الْخَیْرِ، رَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ۔

یہ سب تعظیمی الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص جلیلہ و محاسنِ جمیلہ میں سے ہیں جو انہی الفاظ یا ان کے ہم معنی الفاظ میں کتاب و سنت میں آئے ہیں۔ لہٰذا فضیلت ظاہر ہے۔

عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ۔

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کا مدار انہی دو خوبیوں پر ہے "عبدیت" و "رسالت" عبدیت اللہ جل شانہٗ کے حبیب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتبِ علیا سے ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا جیسے اس کی الوہیت میں کوئی بھی کسی لحاظ سے شریک نہیں۔ اسی طرح مخلوق کے اور عبدیت کے کمالات

وفضائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں (مقامِ عبدیت اور مقامِ رسالت کے متعلق کچھ تفصیل رسالہ حقوق خاتم النبیین میں درود شریف کا مقام" میں ملاحظہ فرمائیں۔

درودِ ابراہیمی سے تشبیہ

اس کے متعلق حضرات علماء کرام کے کئی ارشادات ہیں لیکن حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کا مبارک قول یہاں نقل کیا جاتا ہے :۔

کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا خلیل قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۔ لہذا جو درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا وہ محبت کی لائن کا ہوگا۔ اور محبت کی لائن کی ساری چیزیں سب سے اونچی ہوتی ہیں۔ لہذا جو درود محبت کی لائن کا ہوگا وہ یقیناً سب سے زیادہ لذیذ اور اونچا ہوگا۔ چنانچہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے اپنا حبیب قرار دیا اور حبیب اللہ بنایا اور اسی لئے دونوں کا درود ایک دوسرے کے مشابہ ہوا۔

متعدد روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حبیب اللہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ محبت اور خلّت میں جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ اسی لئے ایک کے درود کو دوسرے کے درود کے ساتھ تشبیہ دی۔ مشکوٰۃ کے حاشیہ لمعات میں لکھا ہے کہ "حبیب اللہ" کا لقب سب سے اونچا ہے۔ حبیب اللہ کا لفظ جامع ہے خلّت کو بھی اور کلیم اللہ ہونے کو بھی اور صفی اللہ ہونے کو بھی بلکہ ان

سے زائد چیزوں کو بھی جو دیگر انبیاء کے لئے ثابت ہیں۔ اور وہ اللہ کا محبوب ہونا ہے ایک خاص محبت کے ساتھ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

مقام محمود وہی ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا۔

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝	امید ہے کہ پہنچائیں گے آپ کو آپ کے ربّ مقام محمود میں۔

مقام محمود کی تفسیر میں علماء کے چند اقوال ہیں :۔

یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے اوپر گواہی دینا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ حمد کا جھنڈا جو قیامت کے دن آپ کو دیا جائے گا، مراد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے آپ کو قیامت کے دن عرش پر اور بعض نے کرسی پر بٹھانے کو کہا ہے۔ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ان دونوں قولوں کو بڑی جماعت سے نقل کیا ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسا مقام ہے کہ اس میں اولین وآخرین سب ہی آپ کی تعریف کریں گے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ اپنے استاذ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اتباع میں کہتے ہیں۔

"ان اقوال میں کوئی منافات نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ عرش و

کرسی پر بٹھانا شفاعت کی اجازت کی علامت ہو۔ اور جب حضور وہاں پر تشریف فرما ہو جائیں تو اللہ جل شانہ ان کو حمد کا جھنڈا عطا فرمائے! ور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر گواہی دیں۔

ابن حبان کی ایک حدیث میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائیں گے۔ پھر مجھے ایک سبز جوڑا پہنائیں گے۔ پھر میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں گے۔ پس یہی مقام محمود ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ "پھر میں کہوں گا" سے مراد وہ حمد وثناء ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت سے پہلے کہیں گے۔ اور مقام محمود ان سب چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، جو اس وقت میں پیش آئیں گی۔"

روایات میں خود ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے لئے مقام محمود کی دعا کرنے کی ترغیب آئی ہے۔ اگرچہ اس کا اصلی فائدہ تو ہم دعا مانگنے والوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مقام مخصوص فرما دیا ہے۔ ایک بزرگ نے راقم الحروف سے فرمایا "دیکھو اذان کے بعد ضرور دعا مانگا کرو کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام محمود کی دعا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے کئی دعائیں مانگی ہیں اور اپنے لئے صرف ایک ہی دعا کے لئے فرمایا ہے

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

یہ اللہ تعالیٰ کے دو ایسے مبارک صفاتی نام ہیں جو تمام صفات

جمالیہ وجلالیہ کے آئینہ دار ہیں۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو شامل ہیں۔

دُعا مانگتے وقت خصوصاً شروع اور آخر میں جو صفات عرض کی جاتی ہیں ان کا مقصد ان صفات کا فیض حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان تمام معنی کے تصور کے ساتھ مزے لے کر درود شریف پیش کریں۔ اللہ پاک سے خطاب تو ہو ہی رہا ہے اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش بھی ہو رہا ہے اور جیسا کہ احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں ہمارے لئے دعاءِ استغفار فرما رہے ہیں۔

مذکورہ بالا فضائل کی روشنی میں

جو حضرات اس درود شریف کو اپنا معمول بنانا چاہیں، ان کو چاہیئے کہ اس درود شریف کو توجہ اور دھیان سے پڑھیں۔ درود شریف کو کثرت سے پڑھنے کا حکم ہے۔ اور ہر وقت پوری توجہ اور خشوع کی حالت میں رہنا مشکل ہے۔ اس لئے ہر وقت اور کثرت سے پڑھنا مطلوب ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ احباب صرف اسی درود کو اجتماعی طور پر پڑھ لیں یعنی اس کی مجلس ہو۔ اس میں ایک کثیر تعداد میں مذکورہ درود شریف کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھ لیں تاکہ صلوٰۃ و سلام دونوں پر عمل ہو جائے۔

یہ مبارک مجلس عام طور پر بروز جمعہ اسّی مرتبہ والا درود شریف پڑھنے کے بعد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنی رضا و محبت

سے نوازے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

محمد اقبال

یوم الاربعاء / ۱۳ر محرم ۱۴۱۵ھ